



مسائل وربانی

از قلم

محمد اعظم

www.KitaboSunnat.com

ناظم تعلیمات مرکزی جمیعت اہل حدیث پاکستان

ناظم امتحانات و فاق المدارس السلفیہ پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (نُزُدِ بَنْوَ آدَمْ كَمِيلِيُّسْ) فَارُوقْ كَجْ گوجرانوالہ

۲۰
م-

معزز قارئین توجہ فرمائیں

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔

- **مُجْلِسُ التَّحْقِيقِ لِلْإِسْلَامِ** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس
پر رابطہ فرمائیں۔

 KitaboSunnat@gmail.com

 library@mohaddis.com



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحُسْنَاءِ وَالْبَرَّانِ

از قلم

محمد اعظم

ناڈم تعلیمات مرکزی جمیعت الحدیث پاکستان
ناڈم امتحانات و فاق المدارس السلفیہ پاکستان

درسہ تعلیم القرآن رحمانیہ الحدیث (نzd بتول آئی کمپلیکس) فاروق گنج گوجرانوالہ

www.kitabosunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

252، 51

کتاب : مسائل قربانی

مصنف : حضرت مولانا محمد اعظم

ناظم تعلیمات مرکزی جمیعت الہادیث پاکستان
ناظم امتحانات و فاق المدارس السلفیہ پاکستان

کمپوزنگ : طلحہ کمپوزنگ سنٹر

ناشر : مدرسہ تعلیم القرآن رحمانیہ الہادیث
نرڈ (بتول آئی کمپلکس) فاروق گنج گوجرانوالہ

فون ناشر : 219092

پرنٹر یا سرائیور پرنٹر لالہور - فون: 0333-4241585

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
حَمْدًا وَمُصْلِيًّا وَمُسْلِمًا

بیت اللہ

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لِلَّذِي بِيَكَةَ مُبَارَّكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ .

(آل عمران: 96)

بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لئے تعمیر ہوئی وہ مکہ مکرہ میں ہے۔ اس کو خیر و برکت دی ہے اور اہل دنیا کیلئے مرکزِ ہدایت بنایا گیا ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا میں سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام۔ ابوذرؓ نے پھر دریافت کیا کہ اس کے بعد کون سی مسجد عالم وجود میں آئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد قصی۔ ابوذرؓ نے تیسری مرتبہ سوال کیا کہ ان دونوں کی درمیانی مدت کس قدر ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہے۔

(بخاری کتاب الانبیاء ص: ۲۷۳، ج: ۱، ابن کثیر جلد اول ص: ۳۸۳)

حافظ ابن حجر عسقلانیؓ نے فتح الباری شرح جامع صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ بیت اللہ کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا اور اللہ کے فرشتوں نے اس جگہ کی نشاندہی کی تھی اور مسجد قصی اس کی اولاد میں سے کسی نے بنائی۔

(فتح الباری ص: ۳۰۸، ج: ۶)

بانی اول حضرت آدم ﷺ کو قرار دینے والی روایت میں اگرچہ ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے۔ (ابن کثیر ص: ۳۸۳ ج: ۱، البدایہ والنہایہ ص: ۲۳۳ ج: ۲)

پھر طوفانِ نوح ﷺ اور ہزاروں سال کے حادثے زمانہ نے اس کو بے نشان کر دیا تھا۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسبان وہ پاسبان ہمارا
یہی منع ہے نور حق کی دریا بار موجوں کا
کہ مرکز ہے یہی ایک امت وسطی کی فوجوں کا
یہی نافِ زمین ہے اور یہی مرکز ہے عالم کا
مقدار ہے یہیں پر اجتماع اولادِ آدم کا

بیت اللہ کے اسماء

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ . (المائدۃ: ۹۷)

کعبہ

اللہ نے کعبہ کو بیت الحرام بنایا ہے۔

کعبہ لغت میں ہر بلند و بالا جگہ کو کہتے ہیں۔ (المنجد)

کعبہ کے ارد گرد اول باشندوں نے خیسے اور شامیاں لگائے اور عمارت بنانا سوء ادب سمجھا۔ بدیں وجہ خانہ کعبہ تمام آبادی سے بلند تھا۔ اس وجہ سے اس کو کعبہ کہتے ہیں۔

وَلِيَطَوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ . (آل جمع: ۲۹)

بیت عتیق

چاہئے کہ وہ بیت عتیق کا طواف کریں۔

لغت میں عتیق کا معنی قدیم ہے۔ (المنجد: ۳۸۶)

غیاث اللغات میں ہے۔

”آن خانہ قدیم بیت اول برائے عبادت آدم علیہ السلام مقرر بود۔ بعد طوفانِ نوح ابراہیم علیہ السلام تجدید آس کر دے۔ عتیق بمعنی معزز و کریم ہم آمدہ است، یا آنکہ آزاد است از دستِ خراب کردن ظالمان“

وہ گھر پر انا ہے آدم علیہ السلام کی عبادت کیلئے مقرر کیا گیا۔ طوفانِ نوح ﷺ کے بعد اس کی تجدید کی گئی، عتیق کا معنی عزت و حرمت والا ہے یا عتیق کا معنی ہے کہ وہ ظالموں کے خراب کرنے سے آزاد ہے۔

بَسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عالمِ بنی نوع انسان کے نزدیک قابلِ تعظیم و تکریم ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَيْدٍ
لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى
الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى. (اسراء: ۱)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے ایک حصہ میں لے گئی مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔

درج ذیل آیت میں بیتِ محرّم نام آیا ہے۔

بَيْتُ مَحْرُومٍ

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي
بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ
الْمُحَرَّمِ. (ابراہیم: ۲۷)

ہمارے رب میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس لابسا یا ہے۔

تعمیر ابراہیمی

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنْ
الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلَ (آل عمرة: ١٢)

اور جب ابراہیم الصلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے۔

طوفانِ نوح کے بعد کعبہ ایک ٹیلہ یا ابھری ہوئی زمین کی شکل میں موجود تھا۔ یہی وہ مقام ہے جس کو وحی الہی نے ابراہیم الصلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا اور انہوں نے اپنے فرزندِ ارجمند اسماعیل الصلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے اس کو کھودنا شروع کیا تو سابقہ تعمیر کی بنیادیں نظر آنے لگیں انہیں بنیادوں پر بیت اللہ کو تعمیر کیا گیا۔ رفع قواعد کا معنی بھی یہی ہوتا ہے کہ جس کی پہلے اساس و بنیاد موجود ہو اور پھر اس کو تعمیر کیا جائے۔

بنیادر کھنے کیلئے لغت عرب میں لفظ اساس و تاسیس آیا ہے۔ قرآن مجید نے بیت اللہ کی تعمیر کا معاملہ حضرت ابراہیم الصلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کیا ہے اس سے پہلی حالت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس پنا کا
﴿سدس حال﴾

حضرت ابراہیم الصلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنو عمالقہ نے مرمت کی اس کے بعد بنو جرمہ قبیلہ نے تعمیر کی۔

ابره کی کھمپہ پر چڑھائی

یمن کے بادشاہ ابرھہ اشْرَم نے مقامِ صنعت پر ایک گرجا بنایا اس غرض کیلئے کہ بیت اللہ سے لوگوں کو روکا جائے۔ اس کی خبر جب مکہ پہنچی تو بنی فقیم قبیلہ کے ایک آدمی نے اس گرجا میں پاخانہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے ابرھہ نے قسم کھائی کہ میں بیت اللہ کو گرا دوں گا۔

جس وقت وہ حملہ آور ہوا تو اللہ تعالیٰ اسے نے تباہ و بر باد کر دیا جیسا کہ قرآن میں ہے

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب

نے ہاتھی والوں سے کیا معاملہ کیا۔ کیا

ان کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا اور

ان پر غول کے غول پرندے نہیں جو ان

لوگوں پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے۔ سو

اللہ نے ان کو کھائے بھوسے کی طرح

کر دیا۔

اللَّمْ تَرَكِيفَ فَعَلَ رَبُّكَ

بِأَصْحَابِ الْفِيلِ . اللَّمْ يَجْعَلُ

كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ . وَأَرْسَلَ

عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَايِيلَ . تَرْمِيهِمْ

بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِيلٍ . فَجَعَلَهُمْ

كَفْصِفٍ مَأْكُولٍ .

(سورۃ الفیل)

اس کے بدن پر چیپ کے دانے نمودار ہوئے۔ اس کا تمام

بدن سڑ گیا۔ بدن سے پیپ اور لہو بہنے لگا۔ ایک ایک عضو

گرتا جاتا تھا۔ بالآخر اس کا سینہ پھٹ گیا اور دل باہر نکل آیا اور ذلت کی موت مر گیا۔

جب یہ سب تباہ ہو گئے تو ان کو سیلا ب بہا کر لے گیا۔

(زرقانی شرح مواہب ، سیرت ابن ہشام ص: ۸۰ ج: ۱)

ابرھہ کی سوت

خاندان قریش کی تعمیر

آنحضرت ﷺ کے زمانہ قبل نبوت خاندان قریش نے بیت اللہ کو ازسرِ تعمیر کیا۔

پیغمبر ﷺ نے اس تعمیر میں بھرپور حصہ لیا، بلکہ جگہ اسود کے لگانے کی سعادت آپ ﷺ کے حصہ میں آئی۔ اس موقع پر فند کی کمی کے باعث قریش نے حطیم نامی جگہ کو بیت اللہ سے خارج کر دیا۔ جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ بیت اللہ کا حصہ ہے۔ (صحیح بخاری عن عائشہؓ، ابن کثیر جلد اول)

اس موقع پر آپ ﷺ کی عمر بعض نے 7 سال اور بعض نے 15 سال لکھی ہے۔ اکثر مورخین نے 35 سال لکھی ہے۔ (ابن کثیر جلد اول، الرض الاف ص: ۱۲ ج: ۱) بار بار تعمیر کعبہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ خانہ کعبہ نبی جگہ پر واقع تھا۔ سیلا ب کی وجہ سے بار بار مسما رہوجاتا تھا۔ کئی مرتبہ آگ لگی جس کی وجہ سے بار بار تعمیر ہوتا رہا ہے

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی تعمیر

قریش کی تعمیر کی بیاسی برس بعد حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت اللہ کو آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق تعمیر کیا۔ حطیم نامی جگہ کو بیت اللہ میں شامل کر کے دو دروازے بنائے۔ ایک دروازہ داخل ہونے کیلئے اور دوسرا خارج ہونے کیلئے

خلیفہ عبد الملک کی تعمیر نو

72 ہجری میں خلیفہ عبد الملک نے عبد اللہ بن زبیرؓ کی حکومت کو ختم کرنے کیلئے جاج بن یوسف ظالم گورنر عراق کو شکرِ جاروے کروانہ کیا۔ اس نے مدینہ منورہ کی بے حرمتی

کی اور اس کے بعد مکہ معظیمہ پر حملہ کیا۔ اس نے بیت اللہ پر گولہ و بارود برسایا۔ عبد اللہ بن زبیرؓ کی فوجوں کو پے در پے شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ بالآخر عبد اللہ بن زبیرؓ نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور میدانِ کارزار میں جام شہادت نوش کیا۔

(مرودج الذهب ص: ۲۵، تاریخ اسلام ص: ۷۱)

شکست وفتح نصیبوں سے ہے دلے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتوال نے خوب کیا
حجاج بن یوسف ظالم نے فتح کے بعد بیت اللہ کا جائز لیا، لیکن اس کو ندامت نہ ہوئی۔
(تاریخ اسلام ص: ۷۱)

74 ہجری میں خلیفہ عبد الملک نے عبد اللہ بن زبیرؓ کی بنا ختم کر دی۔ حطیم کو خانہ کعبہ سے نکال دیا اور قریش کی بنا پر تعمیر کر دیا۔ موجودہ خانہ کعبہ کی تعمیر عبد الملک کی ہے۔ اس کے بعد جو بھی آیا اس نے مرمت سے ہی کام لیا۔

خلیفہ ہارون الرشید کا امام مالکؓ سے فتوای پوچھنا

خلیفہ ہارون الرشید نے حر میں شریفین کے امام حضرت امام مالکؓ سے پوچھا کہ بیت اللہ کو عبد اللہ بن زبیرؓ کی بنا پر تعمیر کر دوں تو امام صاحبؓ نے فرمایا کہ یہ بیت اللہ بادشاہوں کے لہو ولعہ کی جگہ نہیں ہے۔ کوئی آئے بنائے اور کوئی آئے گرائے۔ اسے اسی طرح رہنے دیا جائے اس لئے بادشاہ رک گیا۔ اب تک اسی فتوای پر عمل ہو رہا ہے۔

(ابن کثیر جلد ا)

اس کے بعد آٹھ سو چھیساں سال تک یہ عمارت درست رہی۔ 960 ہجری میں مرمت

سلطان سلیمان احمد نے کرائی 1021 ہجری سلطان احمد بن سلطان محمد نے اس کی مرمت کرائی۔ اس کے بعد مرمت کا شرف سلطان مراد عثمانی کو حاصل ہوا۔ 1040 ہجری سے لے کر آج تک وہی عمارت ہے جسے سو اتنیں سو سال گزر گئے ہیں۔

سلطان ابن سعود

سلطان ابن سعود کو جب اللہ تعالیٰ نے کعبہ کا نگران بنایا تو انہوں نے بیت اللہ، مسجد الحرام مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور سارے حجاز کی خدمت کی ہے اسے دیکھ کر سارا جہاں تھیں آفرین کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد ان کے بیٹے شاہ فیصل شہیدؒ، شاہ خالدؒ اور موجودہ شاہ فہد خادم حجاز، خادم حریم شریفین نے گرانقدر خدمات سرا نجام دی ہیں اور حجاج کرام کیلئے بہت زیادہ سہولتیں مہیا کی ہیں۔ اللہ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور موجودہ خادم حریم کی اللہ مدد فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بیت اللہ میں بتوں کی آمد

8 ہجری فتح مکہ کے روز آنحضرت ﷺ نے بتوں کو چھڑی کی نوک سے گرایا اور فرمایا۔

فُلُّ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ (اسراء: ۸۱)

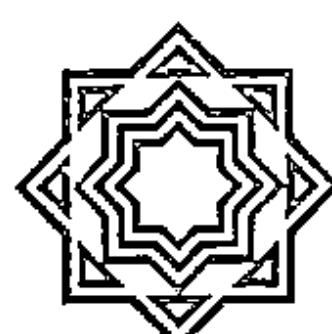
آپ کہہ دیجئے حق آہی گیا، باطل مت گیا بے شک باطل ہی مٹنے والا ہے۔

سب سے پہلا آدمی بت پرست عمرو بن الحی تھا جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ میں بت نصب کیا تھا اور عربوں میں بت پرستی کو روایج دیا۔ ملک شام سے بت لایا تھا۔ اس کا نام ہبل بت تھا۔ یہ بت انسانی شکل کا تھا۔ یاقوت احرار سے بنا تھا۔ اس کے سامنے تیروں کا ڈھیر تھا۔ کسی پر نعم (ہاں) کسی پر لا (نہیں) لکھا ہوا تھا۔ بعض روایات کے مطابق

بیت اللہ میں تین سو سالہ (۳۶۰) بت رکھے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ص: ۷۰ ارج: ۱)
مشہور بت اساف و نائلہ یہ چاہ زمزم کے پاس تھے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ
اساف و نائلہ بنی جرہیم کے مرد و عورت تھے۔ ان دونوں نے خانہ کعبہ میں بدکاری کی تھی
اللہ نے ان کو پھر بنا دیا، خدا کا عذاب ان پر نازل ہوا۔ پہلے ان دونوں کو عبرت کیلئے
صفا و مروہ پر رکھا۔ پھر ان کو زمزم کے پاس رکھا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کا
طواف و پرستش شروع کر دی۔ (سیرت ابن ہشام ص: ۱۱۲ ارج: ۲)

قبیلے قبیلے کابت اک جدا تھا
کسی کا ہبل کسی کا صفا تھا
یہ نُعْرَا چ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہاں ابر ظمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر
(مسدس حالی)



بائی بیت اللہ

حضرت ابراہیم ﷺ

اَنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قَاتِلَ اللَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ . (نحل: ١٢٠)
بے شک ابراہیم ﷺ (اپنی ذات میں) ایک امت تھے۔ اللہ کے فرمانبردار اور یکسو
ر ہے وہ اپنے والوں میں سے نہ تھے۔

ابتدائی حالات

حضرت ابراہیم ﷺ کا سن ولادت 2160 قبل مسح
ہے۔ آپ کی عمر اس حساب سے 175 سال ہوئی اور سن وفات 1985 قبل مسح ہے
بادشاہ حمورابی اور حضرت ابراہیم ﷺ کا زمانہ ایک ہے۔ بابل (شنغار) کا بادشاہ تاریخ
میں حمورابی کے نام سے مشہور ہے۔ ابراہیم ﷺ کی پیدائش بابل کے قریب اور (۲۳) یا
شہر میں ہوئی جو جنوبی عراق میں فرات کے کنارے بابل اور نینوا سے پہلے آباد تھا۔ اس کا
 محل وقوع وہ مقام تھا جو آج تل العبید کے نام سے موسم ہے۔ آپ کی وفات فلسطین
یا موجودہ شام میں ہوئی۔ جس کو پہلے زمانہ میں کنعان بھی کہتے تھے۔
(انبیاء قرآن، ارض القرآن ص: ۱۲۲، مسائل و قصص ص: ۱۰۷)

حیلیہ

حضرت ابراہیم ﷺ آنحضرت ﷺ کے مشابہ تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء، عن ابی ہریرۃؓ، عن ابن عباسؓ)

روایت ابو ہریرۃؓ: ابراہیم ﷺ کی اولاد میں ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ
میں مشابہ ہوں۔

روايت ابن عباس : ابراہیم ﷺ کی صورت تمہارے ساتھی کی صورت کی طرح تھی۔

روايت سمرة : ابراہیم ﷺ بہت دراز قد تھے۔

ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر ہے تاریخ نے ابراہیم ﷺ کے باپ کا نام تاریخ (Terah) بتایا ہے۔ قرآن نے آزر ذکر کیا ہے۔ بعض نے نام تاریخ آزر لقب اور بعض نے تاریخ باپ آزر بیجا بتایا ہے۔
کیونکہ قرآن مجید ان تکلفات سے پاک ہے اور صاف ابراہیم ﷺ کے باپ کا نام آزر ذکر کیا ہے۔ یہی صحیح ہے۔

**وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ أَزْرَ اتَّخِذْ
أَصْنَاماً إِلَهَةً إِنِّي أَرَىكَ وَقَوْمَكَ
فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ .**
جب ابراہیم ﷺ نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا آپ بتوں کو معبد بناتے ہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو واضح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔
(الانعام: ۲۷)

آزر کا انجام قیامت کے دن حضرت ابراہیم ﷺ کی آزر سے ملاقات ہوگی۔ آزر کے منہ پر اس وقت سیاہی اور خاک پڑی ہوگی، حضرت ابراہیم ﷺ کی میں گے کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر، آزر کہے گا آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیم ﷺ بارگاہ الہی میں عرض کریں گے کہ الہی تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا جس روز محشر میدان ہو گا اس دن تجھے رسول نہیں کروں گا۔ اللہ اس سے بڑی رسائی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے

پھر حکم ہو گا کہ ابراہیم ﷺ اپنے پاؤں کی طرف دیکھو۔ ابراہیم ﷺ پاؤں کے نیچے دیکھیں گے تو آزر بخوبی کی شکل میں خاک میں اٹا ہوا نظر آئے گا اور اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

شام کو ہجرت فَأَمْنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ . (العنکبوت: ٢٦)

پس حضرت ابراہیم ﷺ پر حضرت لوط ﷺ ایمان لائے اور ابراہیم ﷺ کہنے لگے میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ وہ بڑا غالب اور حکیم ہے۔

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهُدِّيْنِ . (الصافات: ٩٩) ۲۔
اور ابراہیم ﷺ کہنے لگے میں تو ہجرت کر کے اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔

وَنَجِّنْهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَّكَنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ . (الأنبياء: ١٧) ۳۔
ہم ابراہیم ﷺ اور لوط ﷺ کو بچا کر اس زمین کی طرف لے چلے جس میں ہم نے تمام جہان والوں کیلئے برکت رکھی ہے تاریخ کی تصریح کے مطابق اس وقت عمر ۵۷ سال کی تھی۔ اس سر زمین میں آپ کی نسل نے حکمرانی کی۔ یعقوب ﷺ پوتے سے شروع ہوئی، جن کا لقب اسرائیل تھا۔ تقریباً ۲۰۸۵ قبل مسح میں ہجرت فرمائی۔

ابراہیم ﷺ کا میریاب رہے وَإِذَا بَشَّلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ

فَأَتَمْهِنَ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَانُ
عَهْدِي الظَّلِيمِيْنَ . (بقرة: ۱۲۳)

اور جس وقت امتحان لیا ابراہیم اللہ علیہ السلام کا ان کے رب نے چند باتوں میں اور وہ ان کو پورے طور پر بجا لائے۔ اللہ نے فرمایا میں تمھرے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ انہوں نے عرض کی اور میری اولاد سے۔ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

سفر مصر اور ابراہیم اللہ علیہ السلام کنعان میں تحطیث پڑا تو ابراہیم اللہ علیہ السلام نے سارہ اور

لوط علیہ السلام کو لے کر مصر کا سفر اختیار کیا۔ مصر کا حکمران ہم نسب تھا۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تحقیق کے مطابق اس کا نام علوان بن سان تھا۔ یہ مصر کا پہلا فرعون تھا۔ (ارض القرآن ص: ۱۲۷ ج: ۱) صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت سارہ و ضوکر کے نماز میں کھڑی ہو گئی اور کہا اللہ میں تیرے اور تیرے رسول پر ایمان لائی۔ میرے اوپر کافر کو مسلط نہ کر۔ کافرز میں میں ڈھنس گیا کہا اللہ سے دعا کریں میں تجھے تکلیف نہیں دوں گا۔

فقامت توضات و تصلی فقالت اللهم ان كنت امنت بك و برسولك فلا تسلط على الكافر فقط حتى رکض برجله ادعى الله لى ولا ضرك . (صحیح بخاری، کتاب الامر و المنهی)

صحیحین کی روایت کے مطابق حضرت سارہ کے بد دعا کے بعد فرعون مصر نے سارہ کو آزاد کر دیا اور حضرت ہاجرہ کو سارہ کا خادم بنادیا۔ جس طرح حدیث میں ہے۔ وَأَخْذَ مَهَا هَاجِرَةً . (صحیح بخاری) اور ہاجرہ کو سارہ کے حوالہ کر دیا تاکہ ان کی خدمت

کرے۔ ابراہیم ﷺ اس آزمائش میں بھی کامیاب رہے۔

آشِ سوزان اور خلیل ﷺ بت شکن

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَأْنْصُرُوا إِلَهَكُمْ
کہنے لگے اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو
اِنْ كُنْتُمْ فَعِلِيُّنَ .
ابراہیمؑ کو جلا دو اور اپنے دیوتاؤں
کی مدد کرو۔ (الأنبیاء: ٢٨)

نمرود بادشاہ اور اس کی قوم نے حضرت ابراہیم ﷺ کو قید کر دیا اور ان کو جلانے
کیلئے ہر قسم کی لکڑی اکٹھی کی اور پوری قوم نے ابراہیم ﷺ کو جلانے کیلئے لکڑیاں ڈالیں
 حتیٰ کہ یہاں کہتا کہ اگر خدا مجھے شفادے گا تو میں ابراہیم ﷺ کو جلانے کیلئے لکڑیاں دوں
 گا اور ایک عورت کہتی اگر فلاں ضرورت پوری ہو گئی تو لکڑیاں ڈالوں گی۔ ایک عورت
 سوت کات کر مزدوری سے لکڑیاں خرید کر ڈالتی۔ غرضیکہ لکڑیوں کو ایک مہینہ جمع کیا اور
 آگ کو بھڑ کایا۔ سات دن تک آگ جلتی رہی۔ اتنی شعلہ زن اور بھڑک اٹھی کہ اگر اوپر
 سے پرندہ بھی پرواز کرتا تو کباب ہو کر نیچے گر جاتا۔ پھر حضرت ابراہیم ﷺ کو قریب ہو
 کر پھینک نہیں سکتے تھے۔ ابلیس انسانی شغل میں آیا اس نے مشورہ دیا کہ مخفیق آلہ تیار کر
 کے اس پر بٹھا کر پھینک دو۔ یہ منظر دیکھ کر آسمان وزمین کے فرشتے نیچ اٹھے کہ اللہ تیرا
 خلیل ایک ہی تیرا نام لیا جو آگ میں جلایا جا رہا ہے۔ ہمیں اجازت دیں کہ ہم تیرے
 خلیل کی مدد کریں، اللہ نے اجازت دے دی۔ پانی کا فرشتہ آیا، عرض کیا میں آگ بجھا
 دوں، ہوا کا فرشتہ آیا عرض کیا میں آگ کو ہوا سے اڑا دوں۔ حضرت ابراہیم ﷺ نے

جواب دیا مجھے آپ کی ضرورت نہیں۔

اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔
اللہ فلیتو کل المؤمنون۔
ایمان والوں کو چاہئے کہ اللہ پر ہی
بھروسہ رکھیں۔
حسبی اللہ و نعم الوکيل و على
(سورۃ ابراہیم)

جب حضرت ابراہیم ﷺ کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو حضرت ابراہیم ﷺ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ
الْحَمْدُ لَكَ وَلَكَ الْمُلْكُ لَا
شَرِيكَ لَكَ .
تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر نقص
سے پاک ہے۔ تیرے لئے ہی
تعریفیں ہیں اور تیری ہی بادشاہی ہے
تیرا کوئی شریک نہیں۔
(تفسیر مظہری ص: ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸ ج: ۶)

اسی دوران جبرایل ﷺ آئے عرض کیا کوئی مدد کی ضرورت ہو تو حاضر ہوں۔ حضرت ابراہیم ﷺ نے کہا۔ حسبی من سوالی علمہ بحالی اس کا میرے حال کو جانتا
میرے سوال کیلئے کافی ہے اب کسی سوال کی ضرورت نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

بَلْ خَطَرَ كُوْدَىٰ آتِشِ نَمَرُودَ مِنْ عُشْقٍ
عَقْلٌ تَهْتَىٰ مَحْوٌ تَماشًا لَبَّا بَامَّ اَبْجَمَ

خدا کی امداد قُلْنَا يَنَارٌ كُونِيْ بَرَدًا وَ سَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ . (الأنبیاء: ۶۹)

ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

جب ابراہیم ﷺ کو آگ میں ڈالا گیا اس وقت عمر چالیس برس کے قریب تھی۔ حضرت ابراہیم ﷺ کو آگ کے اس لاوے میں میں کوئی نقصان نہ پہنچا، صرف ری جل کر راکھ ہو گئی جس سے آپ کو باندھا گیا تھا۔ اللہ نے نار کو گلزار کر دیا جبرائیل اور سایہ کا فرشتہ آپ کے پاس آگئے۔ آپ سے محبت کرتے تھے۔ آپ کے ارد گرد لکڑیاں اسی طرح جل رہی تھیں۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ چالیس دن آگ میں رہے اور تفسیر مظہری میں ہے سات دن رہے۔ نمرود نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام باغ میں ہیں اور ساتھ فرشتے ہیں۔ کہا ابراہیم ﷺ اگر تو باہر آ جائے تو میں تیرے رب پر ایمان لے آؤں گا اور قربانیاں بھی دوں گا۔ حضرت ابراہیم ﷺ نے کہا جو اللہ بچانے پر قادر ہے وہ باہر لانے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ قدم بقدم چل کر آگ سے باہر آئے۔ نمرود نے ایمان قبول نہ کیا مگر چار ہزار گائے ذبح کر دیں۔

سلاما ایسی ٹھنڈی جو سلامتی کی ہو۔ میرے خلیل کو نقصان نہ ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اگر سلاما کی قید نہ ہوتی تو ابراہیم ﷺ ٹھنڈک کی وجہ سے فوت ہو جاتے۔

علی ابراہیم ابراہیم ﷺ کے اوپر اگر یہ قید نہ ہوتی تو پوری روئے زمین کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی، قیامت تک روشن نہ ہوتی۔ علی ابراہیم کی قید سے واضح ہے کہ صرف اس آگ کو ٹھنڈا کیا گیا اور اس کے اثر کو اللہ نے زائل کر دیا۔ کیونکہ اللہ ہی

اثر ڈالنے اور وہی اثر چھیننے والا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (تفصیر مظہری ص: ۲۰۶)

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی است

دشمن اگر قوی و طاقت در ہے تو نگہبان بچانے والاسب سے زیادہ قوی و طاقت در ہے۔

آج بھی ہو جو برائیم[ؐ] کا ایمان پیدا

آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستان پیدا

ہر جانور نے آگ بجھانے کی کوشش کی سوانح وزغہ (گرگٹ) کے۔ وہ آگ کو دھونک رہا تھا۔ اس بنا پر آنحضرت ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۔ وزغہ کو قتل کر دو چاہے کعبہ کے درمیان ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم، طبرانی، مظہری)

۲۔ جو وزغہ کو ایک ضرب سے قتل کرے گا اس کو سو نیکیاں ملیں گی اور جو دوسری اور تیسرا ضرب سے مارے گا اس کو اس سے کم ثواب ملے گا (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

ختنه ابراہیم اللئیلہ حضرت ابو ہریرۃؓ سے بخاری میں روایت ہے کہ حضرت

ابراہیم اللئیلہ نے مقامِ قدوم پر اسی (۸۰) سال کی عمر میں اپنا ختنہ کیا۔ حضرت

اسماعیل اللئیلہ کی عمر تیرہ سال تھی ان کا ختنہ کیا۔ حضرت اسحاق اللئیلہ کی عمر آٹھ

دن تھی تو ختنہ ہوا۔ (ارض القرآن)

یہود کی روایت کے مطابق سارہؓ اور ہاجرؓ کی رقبت و

ہجرتِ مکّہ

دشمنی تھی۔ سو کن پن تھا تو حضرت ابراہیم اللئیلہ نے حضرت ہاجرؓ اور حضرت اسماعیل

اللئیلہ کو بے آب و گیاہ مقامِ پراللہ کے حکم سے آباد کیا تھا۔ تورات میں ہے کہ فاران کے

میدان میں آباد کیا۔ اور قرآن مجید میں ہے۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي
بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ
آباد کر دیا ہے تیرے معظم گھر کے
الْمُحَرَّمٌ .

(ابراهیم: ۲۷)

قریب۔

مَكَالِمَةُ إِبْرَاهِيمَ الرَّبَّانِيِّ اور ہاجرہ حضرت ابراہیم الرَّبَّانِی نے جناب

ہاجرہ اور حضرت اسماعیل التَّقِیہؑ کو بیت اللہ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے پاس ایک تھیلہ کھجور اور ایک مشکیزہ تھا۔

ہاجرہ نے عرض کی اے ابراہیم الرَّبَّانِیؑ ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی اور چیز۔ کیا اللہ نے اس کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم الرَّبَّانِیؑ نے فرمایا ہاں اللہ کے حکم ہے۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا پھر اللہ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری، مظہری)

پانی و کھجور کے ختم ہونے کے بعد حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں صفا و مرودہ پر چکر لگائے۔ جب ساتویں چکر مرودہ پر پہنچیں تو فرشتہ نے آواز دی تو کوئی نہ ہے۔ ہاجرہ نے فرمایا میں ابراہیم الرَّبَّانِیؑ کے بیٹے کی ماں ہاجرہ ہوں۔ فرشتہ نے کہا تم کو کس کی سپرد کیا ہے؟ ہاجرہ نے جواب دیا ہمیں اللہ کے سپرد کیا ہے۔ فرشتہ نہ کہا۔ تم کو اللہ کار ساز کے سپرد کیا ہے وہ کافی ہے لوٹ جاؤ۔ اللہ نے پانی مہیا کر دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ

فرشته کی ایڈی سے اور دوسری روایت میں ہے کہ اسماعیل اللہ علیہ السلام کی ایڈی سے چشمہ زمزم جاری ہوا۔ زمزم ٹھہر جا، ٹھہر جا۔ مائی ہا جرد نے الفاظ بولے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر مائی ہا جرد زمزم کو منذرینہ کرتی تو پانی روئے زمین پر پھیل جاتا۔ (مظہری)

جاتے وقت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً فِنْهُمْ
يَتَلَوُا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيَعْلَمُهُمْ
الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ .

اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں
سے رسول بھیج جوان کے پاس تیری
آئیں پڑھے، انہیں کتاب و حکمت
سلکھائے اور انہیں پاک کرے بیشک تو
غالب اور حکمت والا ہے۔

(آل عمرہ: ۱۲۹)

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحی

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَسْنَى إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ
مَاذَا تَرَى قَالَ يَأْبَتِ افْعَلُ مَا تُؤْمِنُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ .

(الصافات: ۱۰۲)

جب لڑکا ان کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا بیٹا میں نے خواب

دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، سوتھ بھی سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے اے میرے ابا جان آپ کو جو کچھ حکم ملا ہے کرڈا لئے آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرت اسماعیل اللہ علیہ السلام جب تیرہ یا سات سال کے ہو گئے تو حضرت ابراہیم اللہ علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ آپ ان کو ذبح کر رہے ہیں۔ انبیاء کا خواب بھی وحی کی ایک قسم ہوتا ہے آپ نے امر الہی سمجھا اور تمیل پر آمادہ ہو گئے۔ (تفیر مظہری ص: ۱۲۸ ج: ۸)

نبی کا خواب جحت ہوتا ہے

۱. رؤيا الانبياء وحى كالوحى في اليقظة۔ (مدارک)

۲. رويا الانبياء وحى كاليقظة۔ (بحر)

انبیاء کا خواب وحی کی مانند ہوتا ہے جس طرح وحی بیداری میں ہوتی ہے۔

حضرت اسماعیل اللہ علیہ السلام کی فرمانبرداری کا یہ عالم ہے کہ فرماتے ہیں اے ابا جان کر گزریے جو اللہ کا حکم ہے۔ مجھے آپ صابر پائیں گے۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

حضرت ابراہیم اللہ علیہ السلام نے بیٹے کو اوندھا اس لئے لٹایا کہیں دیکھ کر دل میں نرمی نہ آجائے اور حضرت اسماعیل اللہ علیہ السلام نے باپ سے کہا تھا کہ مجھے الٹا لٹا لجھئے تاکہ دل میں رقت نہ آجائے۔ (منظہری)

پسر خلیل کی ادا ذبح ہونے کی جو آرزو ہے
چھری رکے توڑ کے پر نہ سر کنے پائے تیرا گلا

یہ واقعہ وادی منی میں صخرہ کے قریب پیش آیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ ”مَنْحَرٌ“ کا واقعہ ہے۔ جس جگہ آج کل قربانی ذبح کی جاتی ہے۔ (قربی، اشرف الحواثی) ایک عظیم الشان مینڈھا جو فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم ﷺ کے پاس لے کر آئے۔ وہ بیٹے کی بجائے اس کی قربانی کریں۔ جب پٹی باندھ کر زور سے چھپری چلائی۔ اللہ کے حکم سے گانہ کٹا۔ جبرائیل نے بیٹے کو سر کا دیا اور ایک دنبہ رکھ دیا۔ آنکھیں کھولیں تو دنبہ ذبح پڑا تھا۔ (موضح القرآن)

واقعہ قربانی اور شیطانی چالیں

جد الانبیاء حضرت ابراہیم ﷺ نے متواتر تین دن خواب دیکھا کہ میں اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل ﷺ کو ذبح کر رہا ہوں۔ تمیل ارشاد کیلئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں اور اپنے فرزند ارجمند کو کہتے ہیں اے بیٹے سیر کو چلو۔ حضرت ہاجرؓ نے بچے کو نہلا دھلا کر ساتھ کر دیا۔ حضرت ابراہیم ﷺ نے رسی اور چھپری ساتھ لے لی۔ گویا جنگل سے لکڑیاں کاٹنے جا رہے ہیں۔ اسماعیل ﷺ اپنے والد محترم کے ساتھ جا رہے ہیں۔ شیطان ملعون بزرگانہ شکل میں حضرت ہاجرؓ کے پاس آتا ہے اور بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہتا ہے بی بی تمہارا بچہ کہاں گیا۔ حضرت ہاجرؓ نے فرمایا وہ اپنے باپ کے ساتھ سیر و تفریح کیلئے گیا ہے۔ شیطان بولا نیک بخت کہاں کی سیر وہ تو اسے ذبح کرنے لے جا رہے ہیں۔ پھر اسماعیل ﷺ کے پاس آیا پھر ابراہیم ﷺ کے پاس آیا۔ لیکن ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ اگر اللہ کی راہ میں قربانی ہو جاتے تو اس سے بڑی سعادت کیا ہے۔ شیطانی چالیں ناکام ہو گئیں۔ شیطان ذلیل ہو گیا۔

حج

وَلِلّٰهِ عَلٰى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (آل عمران: ۹۷)

ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جو انکار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگو ! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔ تم فریضہ حج ادا کرو۔ (صحیح مسلم)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال، آپ ﷺ خاموش رہے اس نے تین بار یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ (صحیح مسلم)

ایک روایت میں ہے۔

اگر ہر سال حج کرنا پڑتا تو تم نہ کرتے اور اس کی طاقت بھی نہ رکھتے۔ حج عمر میں ایک بار فرض ہے۔ اس سے زیادہ جو کرے وہ مستحب ہے۔ (احمد، نسائی)

شرائط حج

- | | | |
|------------------------|----------------------------------|-----------------|
| ۱۔ عقل | ۲۔ اسلام | ۳۔ راستہ پر امن |
| ۴۔ صحیت ضروری | ۵۔ استطاعت یعنی زادراہ اور سواری | ۶۔ بلوغ |
| ۷۔ عورتوں کیا ہے محروم | | |

استطاعت

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا جس کس پر واجب

ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ
سفر خرچ اور سواری (ترمذی، ابن ماجہ)

ایک روایت میں ہے ما السبیل۔ یعنی قرآن کے مَنِ استَطَاعِ إِلَيْهِ سَبِيلًا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا۔ "زاد" و "راحلة"۔ یعنی زاد راہ اور سواری (مشکوٰۃ کتاب المناسک) ابو امامہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کو کسی حقیقی ضرورت نے یا کسی ظالم بادشاہ نے یا کسی سخت بیماری نے نہیں روکا اور حج کرنے بغیر مر گیا تو اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مر جائے۔ خواہ نصرانی ہو کر مر جائے۔ (دارمی)

عورت کے ساتھ حرم کا ہونا ضروری ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ نہ سفر کرے عورت مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ حرم ہو۔ (مشکوٰۃ کتاب المناسک)

فرضیت حج

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اسلام میں حج 9 ہجری میں

فرض ہوا۔ اسی سال آنحضرت ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کو امیر الحج بنایا اور تین سو صحابہؓ کو ان کے ہمراہ کیا۔ تاکہ ان کو حج کرائیں۔ ان کے بعد حضرت علی المرتضیؑ کو روانہ کیا کہ وہ سورۃ براءۃ کا اعلان کریں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علی المرتضیؑ نے سورۃ براءۃ کی پہلی چالیس آیتوں کو مع ان احکام کے پڑھ کر

سنا یا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے اور کوئی شخص برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ (صحیح بخاری ، رحمۃ للعائمین ص: ۲۶۷ ج: ۱)

10 ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حج کا ارادہ کیا اور جملہ اطراف میں اطلاع صحیح دی گئی کہ نبی ﷺ حج کے لئے تشریف لے جانے والے ہیں۔ اس اطلاع کے بعد انہوں دراںبوہ خلقت مدینہ طیبہ میں جمع ہو گئی اس اجتماع میں ہر درجہ و ہر طبقہ کے شخص تھے۔

(رحمۃ للعائمین ص: ۲۶۷)

فضیلت حج

حدیث میں ہے۔ ” جس نے حج کیا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے پھرنا اس میں عورتوں سے شہوت کی بات کی اور نہ لڑائی جھگڑا کیا وہ اس طرح واپس لوٹا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، یعنی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ[ؓ])

آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کی کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اس کے بعد کون سا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حج مبرور ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

۱۔ حج پہلے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ (ابن خزیمہ، ترغیب)

حج، عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔ دعا مانگتے ہیں دعا قبول ہوتی ہے بخشش مانگتے ہیں اللہ ان کو بخش دیتا ہے۔ (ابن خزیمہ)

۲۔ ہر کمزور کا جہاد حج ہے یعنی حج کرنے سے جہاد کا ثواب ملتا ہے (ابن ماجہ، ترغیب)

۳۔ بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔ عمرہ سے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (سنن نسائی)

۴۔ حج مقبول کا بدله صرف جنت ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

۵۔ حاجی اپنے گھر کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے کہ اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔ (بزار، ترغیب)

حج بدل

حضرت ابو روزین عقیلیؑ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے۔ حج و عمرہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سواری پر سوار ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ ادا کر۔ (ترمذی، ابو داود)

حج بدل یہ ہے کہ جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنا فرض حج ادا کرے، پھر حج بدل کر سکتا ہے۔

مقاصد حج حج کی ادائیگی میں دنیا و آخرت کی بخلافیاں حاصل ہوتی ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے۔ لَيَسْهُدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ۔ (حج: ۲۸)

چاہئے کہ وہ اپنے فائدوں میں شریک ہوں۔

حج سے انسان کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج مان

کے پیٹ سے بے گناہ و معصوم پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

- ۱۔ اخوت و محبت اور بھائی چارہ میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ۲۔ اسلامی مساوات کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ کہ شاہ و گدا، آقا و غلام ایک ہی لباس میں توحیدی ترانہ پکار رہے ہیں۔
- ۳۔ مسلمانوں کو ایک جگہ اکٹھا ہو کر امورِ سیاست وغیرہ مشورہ کا موقع ملتا ہے۔
- ۴۔ حج مجاہد ان زندگی کی عملی تعلیم ہے اور جہاد اسلامی کا روحر وال ہے۔
- ۵۔ میدان عرفات کا اجتماع میدان حشر کا نمونہ بھی ہے کہ انسان یہاں پہنچ کر آخرت کی فکر میں غرق ہو جائے۔
- ۶۔ حج میں اسلام کو عظمت و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اپنی قوت و طاقت دکھانے کا موقع ملتا ہے۔

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہو گا تیرے سے ہو گا
ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشند خدائے بخشندہ

ذوالحجہ کے دس دن

وَيَذْكُرُوا أَسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ . (حج: ۲۸)

معلوم دنوں سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ (ابن کثیر، صحیح بخاری)

وَالْفَجْرِ . وَلِيَالٍ عَشْرِ . وَالشَّفْعِ قسم ہے فجر اور دس راتوں کی ۔ اور
وَالْوَتُرِ . (الفجر) جفت اور طاق کی ۔

دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں اور وتر سے مراد عرفہ کا دن اور شفع سے
مراد قربانی کا دن ہے ۔ (مسند احمد ، ابن کثیر)

وَأذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ اللَّهُ كَيْدُكُنْتِي کے چند دنوں میں کرتے
مَئُودُّوَدَاتٍ . (بقرۃ: ۲۰۳) رہو۔

ایام معدودات سے مراد ایام تشریق اور ایام معلومات سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں
(ابن کثیر)

مرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان دنوں کا یعنی عشرہ
ذوالحجہ میں کئے ہوئے اعمال کا مقابلہ دوسرا دن کے اعمال سے نہیں کیا جاسکتا۔
صحابہؓ نے عرض کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آپ ﷺ نے
فرمایا جہاد کا عمل بھی ان دنوں کے عمل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر وہ آدمی جو جہاد کیسے مال
و جان پیش کرے نہ خود واپس آئے اور نہ اس کا مال واپس آئے۔ مقام شہادت حاصل
کرے وہ مقابلہ کر سکتا ہے وگرنہ نہیں۔ (ترمذی)

عشرہ ذوالحجہ کی عبادت دوسرے دنوں کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ لہذا تم
ان دنوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے رہو۔ ذکر الہی بہت زیادہ
کرتے رہو۔ ان دنوں میں ایک روزہ ایک سال کے برابر ہے۔ ان دنوں کی نیکی سات
سو نیکیوں کے برابر ہے۔ (ترغیب)

ذوالحجہ کے پہلے دس دن میں عبادت اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس ہر دن کا روزہ سال کر برابر ہے۔ ہر رات کا قیام لیلة القدر کے برابر ہے۔ (ترمذی)

نوت: حضرت عائشہؓ والی روایت کہ میں نے آپ ﷺ کو عشرہ ذوالحجہ میں روزے سے نہیں دیکھا۔ اس پر محمول کیا جائے گا کہ آنحضرت ﷺ نے بیماری یا سفر وغیرہ کے عارضہ سے روزہ نہیں رکھا یا انہوں نے آپ کو روزہ سے نہیں دیکھا۔ اس سے روزہ کی نفی ہوتی۔

ان المراد من قوله لم يضم العشر انه لم يصمها لعارض مرض او سفر او غيرهما . (عون المعبود، تحفة الاحوذی، مرعاۃ المفاتح)

عرفہ کا روزہ میدان عرفات میں حجاج کرام کیلئے منع ہے۔ (مندر احمد ، ابو داؤد) گھر میں غیر حاجی کیلئے اس دن کا روزہ بڑی فضیلت والا ہے۔ عرفہ نو ذوالحجہ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہ معاف ہیں۔ سال گذشتہ اور سال آئندہ۔ (ترمذی عن ابی قحافةؓ) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرۃؓ عزیزہ ذوالحجہ میں بازار کو جاتے ہوئے بھی تکبیریں کہتے اور لوگ بھی ان کی تکبیریں کے ساتھ تکبیریں کہتے۔

(نیل الا وطارص: ۳۸۲ ج: ۳، صحیح بخاری)

ذوالحجہ کے دس دنوں میں خوب ذکر اذکار کرنا چاہئے اور عبادتِ خداوندی میں مصروف ہونا چاہئے۔ نویں ذوالحجہ کو اللہ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں۔ آسمان والوں سے زمین والوں پر فخر کرتے ہیں کہ میرے بندوں کو دیکھو دو دراز سے پر اگنده سر

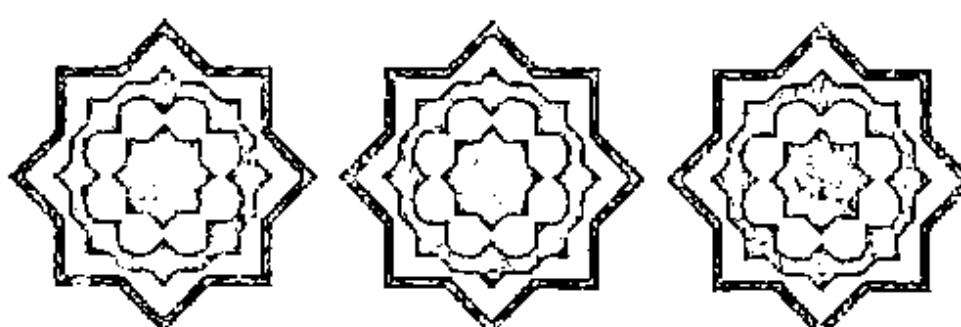
گرداً لودیہاں آئے ہیں۔ میری رحمت کی امید کرتے ہیں۔ میرے غذاب کو دیکھا نہیں ہے۔

اسی نویں تاریخ کو سب سے زیادہ لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

جمعہ اور عید ایک دن اکٹھے آ جائیں

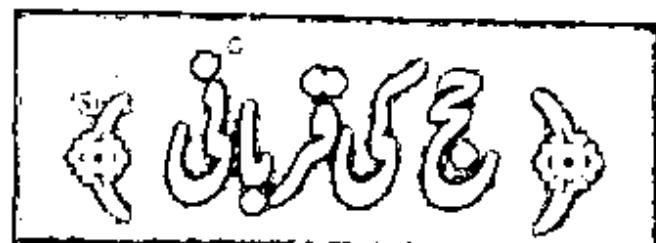
آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں یعنی (جمعہ اور عید) اب جو کوئی چاہے اس کو عید کی نماز جمعہ سے کفایت کر جائے گی اور ہم تو انشاء اللہ جمعہ بھی پڑھیں گے۔ (ابن ماجہ)

نوت جمعہ و عید اکٹھے ایک دن آ جائیں تو جمعہ و عید دونوں پڑھنا افضل اور سنت رسول ﷺ ہے۔ اگر صرف نمازِ عید پر اکتفا کرے تو اس صورت میں نمازِ ظہر لازماً پڑھنا ہے۔



قربانی

تین قسم کی قربانی کا ذکر قرآن میں ہے۔



اور لوگوں میں حج کا عام اعلان کر دو کہ
وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے
پیدل اور چھریرے بدن کے اوٹوں پر
سوار ہو کر آئیں تاکہ لوگ وہ فائدے
 مشاہدہ کریں جو یہاں ان کیلئے رکھے
 گئے ہیں اور جو جانور ہم نے انہیں عطا
 کئے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا
 نام لیں (ذبح کریں) پھر انہیں خود
 کھائیں اور تنگdest محتاج کو بھی
 کھلائیں۔

وَادِنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجَّ يَأْتُوكَ
رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ
مِنْ كُلِّ فَجَّ عَمِيقٍ. لِيَشْهَدُوا
مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَدْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي
أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَارَزَقَهُمْ مِنْ
بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُّوْا مِنْهَا
وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ.

(حج: ۲۷، ۲۸)

﴿ طَلَقُي سَعْدَ كَوَافِرَتِي كَيْ سَرَورَتِي مِنْ قَرْبَانِي ﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا^{اے ایمان والو! تم حالت احرام میں}
 الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ "وَمَنْ قَتَلَهُ^{شکار نہ ماروا اور جس نے دیدہ دانستہ}
 مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَّأَهُ" مِثْلُ مَا^{شکار مارا تو اس کا بدلہ مویشیوں میں}
 قَتَلَ مِنَ النَّعْمَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا^{سے اسی شکار کے ہم پلہ جانور ہے جس}
 عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدِيًّا بِلِغَ الْكَعْبَةِ .^{کافیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں}
 (المائدہ: ۹۵)

ان آیتوں میں قربانی کے جانور کو ہدی کہا گیا ہے۔ قرآن میں ہدی کا لفظ جہاں بھی آیا ہے۔ اس سے مراد قربانی ہے۔

﴿ قَرْبَانِي كَيْ سَرَورَتِي كَيْ سَلَعَتِي الْمَرْأَتِي كَيْ سَعْدَ كَوَافِرَتِي كَيْ

فُلْ إِنْ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَ
 مَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ . (الانعام: ۱۶۲)

کہہ دیجئے میری نماز اور میری قربانی
 اور میری زندگی اور میری موت اللہ
 رب العالمین کیلئے ہے۔

نسکی سے مراد قربانی ہے۔ سعید بن جبیر، مجاهد، قتادة وغیرہ سے یہی مروی ہے کہ
 نسکی سے مراد قربانی ہے۔ (تفیر ابن جریح: ۲۷ ج ۸، ابن کثیر ص: ۱۹۸ ج ۲)

۲۔ وَلَكُلَّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مِنْكَمْ لِيَدُ كُرُو ا اسْمَ اللَّهِ . (سورۃ الحج: ۳۳)

اور ہر امت کیلئے ہم نے قربانی مقرر کی ہے تاکہ جانوروں کے ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کریں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قربانی تمام شریعتوں میں رہی ہے اور اسلام میں بھی بطور عبادت مقرر کی گئی ہے۔

أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلَهُ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ
عَشَرَ سِنِينَ يُضَحِّي (جامع ترمذی)
فَصَلَّى لِرَبِّكَ وَأُنْحَرُ . (کوثر: ۲)
اپنے رب کی نماز پڑھ اور قربانی کر۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ نحر سے مراد قربانیوں کا ذبح کرنا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نمازِ عید سے فارغ ہو کر اپنی قربانی ذبح کرتے تھے اور فرماتے جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے اور ہم جیسی قربانی کرے اس نے صحیح قربانی کی اور جس نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کیا اس کی قربانی نہیں ہے۔

(ابن کثیر ص: ۵۵۹ ج: ۳)

سنن الکبریٰ میں وَأُنْحَر کا معنی عبد اللہ بن عباس ، حسن ، سعید بن جبیر ، علکرمة سے منقول ہے فرماتے ہیں۔

فَاذْبَحْ يَوْمَ النَّحْرِ۔ یعنی قربانی کے دن قربانی کر۔

(السنن الکبریٰ ص: ۲۵۹)

~~~~~

## قربانی حدیث کی روشنی میں

- ۱۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ مدینہ میں دس سال رہے آپ ﷺ نے ہر سال قربانی کرتے تھے۔ (ترمذی)
- ۲۔ ججۃ الوداع کے موقع پر سوالا کہ سے زیادہ صحابہ کرامؐ کے اجتماع میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! ہر گھروالے پر ہر سال قربانی کرنا لازم ہے۔ (ابوداؤد)
- ۳۔ ابو امامہ بن سہل فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں قربانی کے جانور موٹ کرتے تھے اور اور مسلمان بھی موٹ کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الااضاحی)
- ۴۔ جس شخص کو قربانی دینے کی توفیق ہو پھر وہ قربانی نہ کرے وہ نماز پڑھنے کے لئے ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ (ابن ماجہ)

اس روایت میں عبد اللہ بن عیاش منکر الحدیث ہے۔ فتح

### نوٹ

الباری میں ہے یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ثابت ہے۔

## == فضیلت قربانی ==

عید الاضحی کے دن اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب عمل جانور کا خون بہانا ہے اور وہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا۔ اور جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ پس اس بشارت سے خوش ہو جاؤ۔ (ترمذی، عن عائشہؓ)

لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم ﷺ کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہمیں کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا قربانی کے ہر بال کے بد لے نیکی ملے گی۔ لوگوں نے کہا اون والے جانور کا کیا ثواب ہے، فرمایا اون کے ہر بال کے بد لے اللہ نیکی دے گا۔

**شمولیت قربانی** گائے، بیل اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور اونٹ میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید قربان آگئی۔ قربانی کیلئے ہم گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔ (نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

اونٹ میں سات کا شریک ہونا بہتر ہے کیونکہ سات والی روایت زیادہ

**نوٹ**

صحیح ہے۔ اگر چہ دس کی شرکت بھی جائز ہے۔

بھیڑ، بکری اور دنبہ میں شرکت جائز نہیں ہے۔ یہ جانور صرف ایک ایک کی طرف سے قربانی ہوں گے۔ البتہ قربانی کے ثواب میں گھر کے تمام افراد شامل ہوتے ہیں۔

ترمذی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں اپنی طرف سے اور اپنے گھروالوں کی طرف سے قربانی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ قربانی میں فخر کرنے لگے۔

ایسے ہو گیا جس طرح اب آپ دیکھ رہے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، موطا امام محمد)

## قربانی کا جائز و مسنه (دوندا) یا جذعہ (کھیرا)

لَا تَذَبَّحُوا إِلَّا مُسْنَةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ  
 صرف مسنه (دوندا) ذبح کرو۔ اگر  
 عَلَيْكُمْ فَتَذَبَّحُوا جَذْعَةً مِنَ  
 دوندانہ ملے تو پھر ایک سال کا مینڈھا  
 الضَّانِ۔ (مشکوٰۃ، صحیح مسلم)  
 دنبہ جائز ہے ورنہ نہیں۔

ہمارے ملک (پاکستان) میں دوندا تقریباً ڈیڑھ سال 1 1/2 کا ہوتا ہے۔ جذع  
 (کھیرا) بعض کے نزدیک 6 , 8 , 9 , 10 کا بھی ہوتا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں  
 ہے۔ درست بات یہ ہے کہ ایک سال کا ہو۔

الْجَذْعَةُ مَالَهُ سَنَةً "تَامَّةً". جذع (کھیرا) ایک سال کا ہوتا ہے۔

(قاموس ، لسان العرب)

اس حدیث کے پیش نظر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اور امام زہریؓ مطابق کھیرے کی قربانی  
 کو جائز سمجھتے ہیں۔ جمہور علماء اس کو استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مذکورہ  
 حدیث کا معنی یہ ہے۔

تمہارے لئے مستحب یہی ہے کہ مسنه (دوندا) ذبح کرو۔ اگر دوندانہ مل سکے تو ایک سال  
 کا دنبہ یا بھیڑ کافی ہے۔ (سل السلام ، نیل الاوطار)

ا۔ نعمة الاضحية الجذع من الضان (ترمذی عن ابی ہریرۃؓ)

ایک سال کا بھیڑ کا جذعہ اچھی قربانی ہے۔

۲۔ ان الجذع يو في مما يو في منه الشئ . (ابوداؤد)

جذع (کھیرا ایک سال کا) کفایت کرتا ہے جس سے دوندا کفایت کرتا ہے۔  
مذکورہ بالادلائی سے واضح ہے کہ مُسْئَة (دوندا) افضل و بہتر ہے۔ لیکن اگر مشکل ہو تو دنبہ،  
بھیڑ، مینڈھا ایک سال کا قربانی کر لیا جائے تو جائز ہے۔

### ﴿ قربانی کا جانور کی وجہ سے عیوب ﴾

قربانی کا جانور مندرجہ ذیل عیوب سے پاک ہونا چاہئے۔

۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔

۲۔ کانا جس کی آنکھ کا نقص صاف ظاہر ہو۔

۳۔ بیمار جس کی بیماری نمایاں ہو۔

۴۔ ایسا بوڑھا جس کی ہڈیوں کا مغز تک باقی نہ رہا ہو۔ (ترمذی عن براء بن مالک " )

۵۔ جس کا کان الگی طرف سے کٹا ہو۔

۶۔ جس کا کان پچھلی طرف سے کٹا ہو۔

۷۔ جس کا کان لمبائی میں چرا ہوا ہو۔

۸۔ جس کے کان میں گول سوراخ ہوں۔

۹۔ جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹ گیا ہو۔ (ابوداؤد)

۱۰۔ ایسا کمزور، لا غر جور استہ میں دوسرے جانوروں کے ساتھ نہیں چل سکتا، پچھے  
روہ جاتا ہے۔

۱۱۔ جو کوئی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے بیکار ہو وہ بھی جائز نہیں۔

**نوت** جس جانور کا سینگ یا کان کا تیرا حصہ یا اس سے کم کٹا ہوا ہو تو وہ جائز ہے  
قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر مذکورہ بالا کوئی عیب پیدا ہو جائے تو قربانی تبدیل  
کرنی چاہئے۔ اگر ان کے علاوہ کوئی عیب ہو۔ تھن مرا، ذم کشی، دانت ٹوٹا اور پیٹی ایک  
طرف جھکی ہوئی کوئی حرج نہیں قربانی جائز ہے۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں میں نے ایک دنبہ خریدا۔ بھیڑ بیٹے نے اس پر حملہ  
کر دیا اور اس کی چکی کاٹ لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ذبح کرو کوئی حرج نہیں۔  
(ابن ماجہ، سبل السلام)

دنبہ کی چکلی یا دم عیب میں شامل نہیں ہے۔ لہذا جائز ہے۔ اسی طرح قربانی میں خصی اور  
غیر خصی دونوں جائز ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے دونوں طرح کی قربانی جائز ہے۔

### قربانی کن جانوروں کی ہو سکتی ہے

مندرجہ ذیل جانوروں کی قربانی آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت ہے۔  
اوٹ، اوٹھی، بیل، گائے، بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ  
بعض فقہاء نے بھینس کو گائے کا ہم جنس قرار دیتے ہوئے بھینس اور بھینسے کی قربانی بھی  
جائز قرار دی ہے۔ مگر یہ ایک قیاس ہے۔ آنحضرت ﷺ صحابہؓ اور خیر القرون میں اس  
کا ثبوت نہیں ملتا۔



## فوت شدہ کی طرف سے قربانی

۱۔ حضرت علیؓ ہمیشہ دو مینڈ ہے ذبح کیا کرتے تھے۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ سواس کی تعمیل میں قربانی دیتا ہوں۔ اس حدیث کا راوی حنش ہے جس کے متعلق جرح ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حافظؒ نے تہذیب التہذیب (ص: ۵۸، ۵۹ ج: ۳) میں لکھا ہے کہ ابو داؤد اور امام عجمیؒ نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ محدثین اس کی حدیث میں کلام کرتے ہیں۔ امام نسائیؒ نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اس حدیث پر جرح ہے۔ اگر ثابت بھی ہو جائے پھر بھی اس میں وصیت کا معاملہ ہے۔ کسی اور صحابی سے فوت شدہ کی طرف سے قربانی دینا ثابت نہیں ہے۔

امام ترمذیؒ نے عبد اللہ بن مبارکؓ کا قول نقل کیا ہے۔ ان کے نزدیک میت کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔ اگر قربانی کرے تو سارا صدقہ کر دے۔ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قربانی اپنی طرف سے اور اہل بیت کی طرف سے اور دوسری امت کی طرف سے دیتے تھے۔ (تحفة الاحوزی)

امت کے لفظ میں زندہ اور مردہ سب شامل ہیں۔ جو آپ ﷺ کے سامنے فوت ہوئے اور جو ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ یہ حدیث مسلم، ابو داؤد اور دیگر

کتب احادیث میں موجود ہے۔ لیکن حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو قربانی آپ نے امت کی طرف سے دی وہ ساری صدقہ کر دیتے تھے۔

مند امام احمد کے الفاظ ہیں کہ آپ دونوں قربانیوں میں سے مساکین کو بھی کھلاتے تھے اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے لکھروالے سب ان دونوں سے کھاتے تھے۔

حضرت علامہ عبد الرحمن مبارکبوری تحفة الاحوزی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں۔

لِمْ اَجَدْ فِي التَّضْحِيَةِ عَنِ الْمَيْتِ  
مِنْ فِرْدًا حَدَّى شَرْفُ عَاصِحِ حَا  
كَبَارَ مِنْ كُوئِيْ مُسْتَقْلَّ، مَرْفُوعٌ  
(تحفة الاحوزی)

**نوت** حضرت علیؑ والی روایت پرجرح ہے اور وصیت سے متعلق ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی کرنے والی حدیث بالکل صحیح ہے۔ اس سے فوت شدہ کی طرف سے قربانی کا جواز ملتا ہے۔ اور اس کا تمام کیلئے کھانا جائز ہے۔ اگرچہ عبد الرحمن مبارکبوریؒ کے قول کے مطابق کوئی مستقل واضح منفرد حدیث فوت شدہ کی قربانی کے بارے میں نہیں ہے۔

## میت کو ثواب پہنچانے کا صحیح طریقہ

سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا ہے۔ جب انسان مر جاتا ہے اس کے تمام عمل موقوف ہو جاتے ہیں۔ مگر تین چیزیں مر نے کے بعد بھی فائدہ دیتی ہیں۔

۱۔ صدقہ و خیرات ۲۔ دین کا علم جو لوگوں کیلئے نافع ہو

۳۔ نیک اولاد جو دعا کرے۔

یہ سب سے بڑا صدقہ ہے اس لئے اولاد کی دینی تربیت پر توجہ دینا فرض عین ہے تاکہ مرنے کے بعد دعا گور ہے۔ ”ربنا اغفر لی و لوالدی“ اگر کسی کو صدقہ و خیرات کی طاقت نہ ہو تو میت کیلئے خلوص دل سے دعا کرنا کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔

## قربانی کے چار دن

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام ایام تشریق ذبح یعنی قربانی کے دن ہیں۔ (دارقطنی ص: ۲۸۳، نیل الا و طارص: ۲۱۵ ج: ۵)

ایام تشریق ذوالحجہ کی گیا رہ، بارہ، تیرہ تاریخ کو کہتے ہیں۔

### ایام تشریق

حضرت علیؑ کا قول ہے کہ قربانی کے دن یوم النحر (عید کادن) اور اس کے بعد تین دن ہیں۔ حضرت امام حسن بصریؓ، اہل مکہ کے امام عطاء بن ابی رباحؓ، شامیوں کے امام اوزاعیؓ اور فقهاء اہل حدیث کے امام شافعیؓ کا بھی یہی مذهب ہے۔

(زاد المعاد لابن قیمؓ ص: ۲۳۶ ج: ۱)

قرآن مجید کی آیت ”واذ کرو افی ایام معدودات“ کی تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہے اور وہ چار دن ہیں۔ یعنی یوم النحر (عید کادن) اور تین دن اس کے بعد۔ (تفسیر ابن کثیر ص: ۲۲۵ ج: ۱) جمہور کا مسلک حافظ ابن حجرؓ فتح الباری میں رقمطراز ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جمہور کی

دلیل جبیر بن مطعمؓ والی مرفوع حدیث ہے۔ تمام مٹنی قربانی گاہ ہے اور تمام ایام تشریق یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذبح کے دن ہیں۔ مند احمد نے بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی سند منقطع ہے۔ دارقطنی نے اسے موصول بیان کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (فتح الباری) مجمع الزوائد میں ہے۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور مند احمد کے راوی ثقہ ہیں۔

امام ابن تیمیہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے تمام طرق منقطع ہیں۔ ابن حبانؓ نے اسے اپنی صحیح میں موصول بیان کیا ہے۔

محلی ابن حزم ص: ۸۷۳ ج: ۷) میں حضرت حسنؓ سے مردی ہے کہ ایام نحر، یوم نحر (عید کا دن) اور تین دن اس کے بعد ہیں۔

### حضرت عطاء عطا عطا<sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> کاظموی

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ ایام تشریق گیارہ، بارہ، تیرہ میں ذبح و قربانی جائز ہے۔

(السنن الکبریٰ ص: ۲۹۶ ج: ۹)

### عمر بن عبد العزیزؓ خلیفہ راشد کاظموی

عمر بن عبد العزیزؓ نے فرمایا قربانی تیرہ تاریخ تک جائز ہے۔

(السنن الکبریٰ ص: ۲۹۷ ج: ۹ ، محلی ص: ۸۷۳ ج: ۷)

ذکورہ بالادلائیل سے واضح ہو گیا ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

قربانی عید کے دن افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ عمل یہی

نوٹ

تھا کہ آپ ﷺ نے عید کے دن ہی قربانی کی۔ بلکہ سواونٹ کی قربانی بھی آپ ﷺ نے پہلے دن ہی کی۔ اس لئے افضل پہلا دن ہے۔

استاد محترم حضرت علامہ ابوالجرگات احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دراصل قربانی عید کے دن ہی ہوتی ہے کیونکہ کتب احادیث میں صحیح سندوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا فرمان موجود ہے۔

اول مانیدا فی یومنا هذَا الصلوَة ثُمَّ نِرْجُعُ فِي نَحْرِ.

عید کے دن سب سے پہلے ہم جس عمل کوشروع کرتے ہیں وہ نماز ہے۔  
پھر ہم لوٹ کر قربانی ذبح کرتے ہیں۔

یہ واضح دلیل ہے کہ نماز کے بعد جا کر جو قربانی کو باندھ کر رکھتے تاکہ قربانی دوسرے دن کرے اس نے مذکورہ حدیث پر عمل نہیں کیا۔ احادیث میں مذکور ہے کہ اگر پہلے دن قربانی میسر نہ ہو تو دوسرے دن اگر دوسرے دن بھی میسر نہ آئے تو تیسرے دن اگر تیسرے دن بھی میسر نہ آئے تو چوتھے دن کرنی درست ہے۔ اگر پہلے دن سب کچھ تیار ہو تو دوسرے یا تیسرے دن کیلئے رکھنا درست نہیں ہے۔ اس سے دوسرے یا تیسرے دن قربانی سے ثواب میں فرق ضرور پڑے گا۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص: ۲۵۵، ۲۵۶)

**جماعت** ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد جو قربانی ارادہ رکھتا ہواں کیلئے جامات

بنوائی منع ہے۔ حدیث میں ہے جو شخص ماہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ لے اور وہ قربانی کا ارادہ

رکھتا ہو تو وہ بال نہ کتر وائے اور نہ ناخن کٹوائے۔ (صحیح مسلم)

### ضروری وضاحت

عوام میں مشہور ہے کہ جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا اگر وہ دس دن جماعت نہ بنوائے تو اسے قربانی کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن اس طرح کسی حدیث میں نہیں آیا۔ جماعت نہ بنوائے کی پابندی صرف اس کیلئے ہے جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو۔ دوسرے کیلئے کوئی پابندی نہیں ہے۔ ابو داؤد باب ایجاب الا ضاحی میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے

ایک آدمی نے عید کے دن سوال کیا اس کے جواب میں آپ ﷺ نے اسے عید کے روز جماعت کرانے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ قربانی کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ اس میں پہلے نو دن جماعت نہ بنوائے کا ذکر نہیں ہے۔ اس حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص قربانی کی طاقت نہیں رکھتا وہ عید کی نماز پڑھنے کے بعد جماعت کرانے اس کی یہی قربانی ہے۔



## تکبیرات

چاند دیکھ کر تکبیرات شروع کر سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرۃؓ عشرہ ذوالحجہ میں جب بازار جاتے تو تکبیریں کہتے رہتے۔ لوگ بھی ان کی تکبیریں سن کر تکبیریں کہنا شروع کر دیتے۔ حدیث میں ہے کہ تم اپنی نعیدوں کو تکبیرات کے ساتھ مزین کرو۔

(مجمع الزوائد ص: ۷۱۹ ج: ۲، نیل الاوطار ص: ۲۲۳ ج: ۳)

جمهور کا مسلک یہ ہے کہ تکبیرات ۹ ذوالحجہ کی صبح سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک با آواز بلند کہنا چاہئے۔

### تکبیر کے الفاظ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ.

(فتح الباری ص: ۵۲۶ ج: ۳، دارقطنی ص: ۱۸۲)

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا.

(فتح الباری ص: ۵۲۶ ج: ۳، نیل الاوطار ص: ۲۶۷ ج: ۳)

اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا。الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا。

سُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا。

عید کے دن روزہ منع ہے

آنحضرت ﷺ نے دونوں عیدوں کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن۔ (صحیح مسلم عن عائشہ)

نماز عید سے پہلے قربانی منع ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی قربانی نماز سے پہلے ذبح کرے تو اپنی ذات یعنی اپنے کھانے کیلئے ذبح کرتا ہے۔ قربانی کے ثواب سے محروم رہے گا۔ اور جس نے بعد نماز ذبح کیا تو بے شک اس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا اور اس کی قربانی ہوگی۔

(صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)

جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کو ذبح کر دیا وہ اس کے بد لے دوسری قربانی کرے۔

(صحیح بخاری)

ذبح کرنے کی وعاء

إِنِّي وَجَهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ  
الْمُشْرِكِينَ . إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمْرُتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ . اللَّهُمَّ هَذَا مِنْكَ  
وَلَكَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ . (ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، مندادحمد)

میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف پھیر دیا جس نے زمین و آسمان بنائے میں اس کی طرف مائل ہوں اور مشرک نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے یہی حکم ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان (فرمانبردار) ہوں۔ اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لئے ہے۔ اللہ کا نام لے کر ذبح کرتا ہوں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔

اگر پوری دعا نہ آتی ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ دینا کافی ہے۔ ذبح سے پہلے چھری اچھی طرح تیز کرو۔ ترغیب و تہیب میں ہے کہ ذبح کرنے سے پہلے چھری اچھی طرح تیز کرو۔ اور اسے جانور سے چھپا کر رکھو۔

## قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرو

نبی اکرم ﷺ ہمیشہ قربانی اپنے دست مبارک سے کرتے تھے۔ لہذا خود اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے اگر دوسرے سے کرواتا ہے تو وہاں موجود ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا اٹھ کر اپنی قربانی کے پاس جاؤ۔ اس کے پہلے قطرے سے تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

## عورت کا ذبح کرنا جائز ہے

صحابی رسول ﷺ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اپنی اڑکیوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ اپنی قربانی

اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ (صحیح بخاری)

**نوت** مسلمہ عورت کا ذبیحہ اور قربانی کرنا دونوں جائز ہیں۔

## قربانی کا گوشت اور کھال

قربانی کا گوشت خود کھاتے اور دوسروں کو کھلانے۔ بہتر یہی ہے کہ اس میں غباء مساکین، ضرورت مندوں کا زیادہ خیال رکھے۔

قربانی کی کھال اور گوشت قصاب کو ذبح کرنے کی اجرت میں دینا منع ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنے قربانی کے جانوروں (اوٹوں) پر مقرر فرمایا کہ ان کا گوشت، چمڑے اور ان کی جلائیں سب مساکین پر تقسیم کر دوں اور ان میں سے قصاب کو اجرت میں پکھنہ دوں۔ (صحیح مسلم)

ابتداء میں آپ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے سے منع فرمایا تھا کیونکہ ضرورت مند موجود تھے۔ جب وسعت ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ خود کھاؤ، غباء و مساکین پر صدقہ کرو اور ذخیرہ بھی کرلو۔ ایثار و قربانی کا مظاہر کرنا چاہئے۔

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹ ذبح کئے اور ان سے ایک ایک ٹکڑا اپنے کھانے کیلئے لیا اور باقی کے متعلق فرمایا جو چاہے کاٹ کر لے جائے۔ (احمد، ابو داود)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ہم قربانی کے پائے آنحضرت ﷺ کیلئے محفوظ کر لیتے تھے جسے آپ ﷺ پندرہ دن کے بعد اور کبھی ایک مہینہ کے بعد تناول فرماتے تھے۔ (نسائی)

قربانی کی کھال صدقہ و خیرات کرے۔ غرباء و مساکین، بیوہ اور دینی مدارس کے غریب طلبہ پر خرچ کرے۔ کھال کا بیچنا اور اس کی قیمت استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص قربانی کا چڑا بیچ کر کھا جاتا ہے۔ اس کی قربانی کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ (ترغیب و تہیب)

## قربانی اور منکر میں قربانی

اعتراض منکر قربانی عرشی رسالہ بلاغ بابت ماہ ذی القعده 1955 زیر عنوان

”تحقیق قربانی“ لکھتا ہے۔ قربانی سے متعلق انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کی تحقیقات سے فاضل مضمون نگار اس نتیجہ پر پہنچ کر ترقی تہذیب نے قربانی کی کراہت واضح کر دی۔

اعتراض منکر حدیث پرویز قرآنی فیصلے ص: ۷۵ پر لکھتا ہے، ذرا حساب لگائیے کہ اس رسم قربانی کو پورا کرنے میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ضائع ہوتا ہے۔

## جواب

### قرآن و حدیث کے واضح اور قطعی دلائل

قربانی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کے باوجود کوئی انکار کرتا ہے۔ تو وہ قرآن اور احادیث صحیح کا منکر ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی اپنی رائے سے قرآن میں بات کہے تو وہ اپناٹھکانہ جہنم بنالے۔ (مشکلاۃ)

ارشادِ خداوندی ہے۔

يُوْيُدُونَ لِيُطْغِيُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتَمِّمٌ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهُ الْكَافِرُونَ  
(القرآن)

وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ نور کو پورا کرے گا۔  
چاہے کافر پسند نہ کریں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خنده زن  
بھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا  
مصطفیٰ بر سان خویش را کہ دین ہمه اوست  
گربہ اوڑر سیدی تمام بُونی است  
اپنا تعلقِ مصطفیٰ ﷺ سے قائم کرو اور ان کے حکم پر چل اگر آنحضرت ﷺ کی غلامی اختیار نہ کیا  
تو ابوالہب کے ساتھ تیرا حشر ہو گا۔

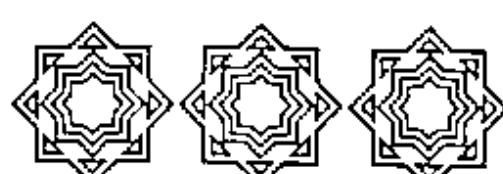
### معاشی اعتراض

جواب: قربانی عبادت ہے اس کے علاوہ معاشی نظام کو مضبوط کرتی ہے۔  
سورۃ حج میں ہے۔ لَئِنَّ يَنَالَ اللَّهَ لَحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلِكُنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى  
اللہ کو گوشت اور خون نہیں پہنچتا اللہ کو صرف تقویٰ پہنچے گا۔  
ارشادِ خداوندی ہے۔ كُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَ.  
خور کھاؤ اور سائل اور غیر سائل کو کھلاؤ۔

قربانی کا جانور پالنے والے چروائے، غلہ بان کی قربانی سے معیشت مضبوط ہوتی ہے۔ ذبح کرنے والے قصاب ان کا معاشی مسئلہ حل ہوتا ہے۔ غرباء و مساکین کو گوشت اور کھال دی جاتی ہے۔ ان کی معیشت درست ہوتی ہے۔ یہ لوگ بھی قوم کے افراد ہیں اور قربانی سر اپا ہمدردی ہے۔ جس سے قومی معیشت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ قربانی کے جانوروں کی کھالوں سے چڑے کی صنعت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ جس سے ملک کو قیمتی زرِ مبادله حاصل ہوتا ہے۔ سب سے بڑی بات دولت کی گردش ہوتی ہے جو کہ اسلامی نظام معیشت کا بنیادی مقصد ہے۔

صد افسوس! کہ منکرین قربانی کی نگاہ سینما ہالوں، بدکاری و فحاشی کے اڈوں، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ فضولیات کی طرف نہیں اٹھتی۔ جہاں قوم کا کروڑوں روپیہ بر باد ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ اخلاق بھی تباہ ہو رہے ہیں۔

گرئہ بیند بروز شپرہ چشم  
چشمہ آفتاب را چہ گناہ  
اگردن کو چمگاڑ کو نظر نہیں آتا  
تو سورج کی ضیا پا شیوں کا کیا قصور



# عجید الاصحی

**وجہ تسمیہ**

چونکہ اس دن قربانی کی نیت سے جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس دن کو یوم الاصحی کہتے ہیں۔ بعض عربی سے ناقف اس کو یوم الاصحی لکھتے اور بولتے ہیں جو کہ غلط ہے اصل میں لفظ اُٹی ہمزہ کے زبر کے ساتھ ہے جو انجام (ہمزہ کے زبر کے ساتھ) جمع ہے جس کا معنی قربانی ہے۔

اس دن کو عید قربان بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قربانی ہر اس نیکی کو کہتے ہیں جسے سرانجام دے کر بندہ اللہ کی رحمت کا قرب تلاش کرتا ہے۔ چونکہ عید قربان میں جانور کی قربانی کر کے اللہ کا قرب تلاش کیا جاتا ہے اس لئے قربان بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

۱۔ عید کے دن غسل کرنا، خوشبو لگانا، صاف ستر الباس پہنانا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ ہر عید پر یمنی وجہہ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

(نیل الا و طارص: ۳۴۹ ج: ۳)

۲۔ رسول اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ عید الفطر کو کچھ کھا کر جاتے اور عید الاصحی کے دن نماز ادا کرنے کے بعد کچھ تناول فرماتے۔ (ترمذی)

۳۔ آنحضرت ﷺ عید کے دن راستہ تبدیل کرتے تھے (صحیح بخاری)

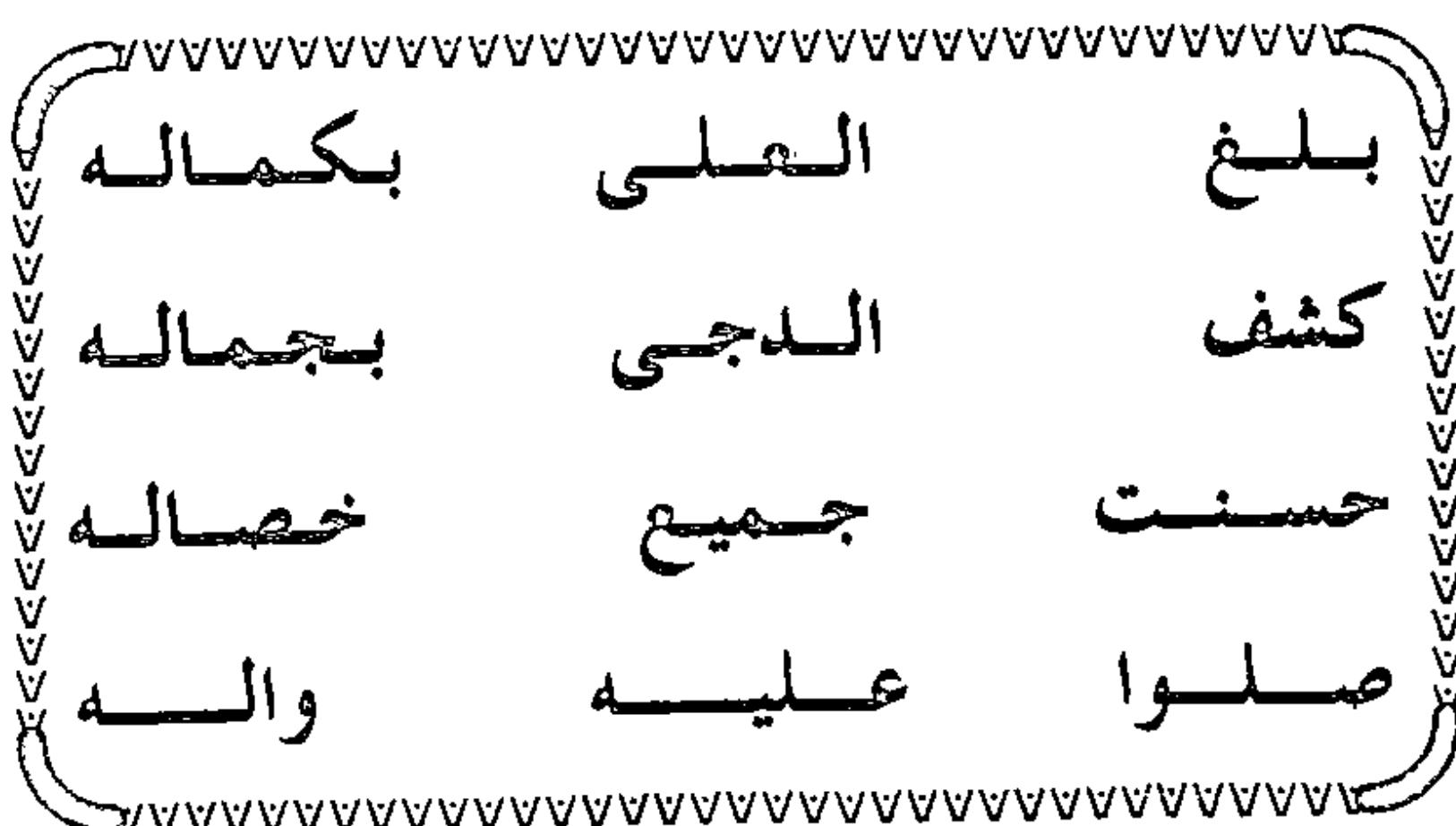
۴۔ عورتوں کو نمازِ عید میں جانا چاہئے جتنی کہ حائضہ عذر والی عورتیں بھی عید گاہ جائیں

لیکن نماز سے الگ رہیں۔ لیکن دعا میں ضرور شرکت کریں۔ آپ نے ﷺ تاکید ا فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم)

۵۔ نمازِ عید دور کعت ہے۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیریں پھر قراءۃ دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پانچ تکبیریں پھر قراءۃ کریں۔ (ترمذی)

۶۔ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ تلاوت فرماتے تھے کبھی کبھی پہلی رکعت میں سورۃ قم دوسری رکعت میں اقتربت الساعۃ الحنیفیہ تلاوت فرماتے تھے۔ (زاد المعاد)

۷۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام خطبہ دے۔ جس میں وعظ و نصیحت کے علاوہ صدقہ و خیرات و قربانی کے مسائل بیان کریں۔ یہ خطبہ سننا چاہیے اگر چلا جائے تو گناہ نہیں لازم آتا۔ خطبہ کے بعد مسلمان اپنی اپنی قربانی کریں۔  
واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين .



## قربانی ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ

- ۱۔ قربانی کے جانور کو قبلہ رخ کریں۔ (سنن ابو داؤد)
- ۲۔ چھری اپنی طرح سے تیز کر لیں اور اسے جانور سے چھپا کر کھیں (ابن ماجہ)
- ۳۔ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں یہی سنت نبوی ﷺ ہے۔ (ابو داؤد)
- ۴۔ ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔ **إِنِّي وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ فَطَرَ السُّمُوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنِّي صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمُرُّ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ إِنْكَ وَلَكَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ يُسْمِ اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ** (سنن ابو داؤد، کتاب الفضایا)

دعا پڑھنے کے بعد چاہک دستی سے جانور کے گلے پر چھری پھیر دیں۔ اور اس کا خون بہنے دیں۔ خبردار جانور کے حرام مغز کی بقیہ (Spinal Cord) نہ کاٹیں حتیٰ کہ جانور کے جسم کا سارا خون نکل جائے اور جانور طبعاً محنثاً ہو جائے۔ کیونکہ اگر آپ نے شاہرگل کاٹتے ہی حرام مغز (Spinal Cord) کاٹ دی تو دماغ اور جسم کے رابطہ ختم ہو جائے گا اور (Cerebro-Spinal Fluid) (دماغی خنکائی سیال) خارج ہو جائیگا جس سے دماغی موت (Brain Death) واقع ہو جائے گی جس سے دو بڑی قبائلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ خون کی مقدار جانور کے جسم کے اندر رہ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حرمت عليکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیو اللہ به تم پر مردار خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کے سواد و سرے کا نام پکارا گیا ہو۔ فضیلۃ الشیخ عبد الرحمن کیلانی "تیسیر القرآن" میں لکھتے ہیں "خون چونکہ حرام ہے، اس لئے موت کی ہر وہ صورت جس میں خون جسم سے نکل نہ سکے، وہ بدرجہ اولیٰ حرام ہوئی (المائدہ)

۲۔ حرام مغز کی بقیہ (Spinal Cord) فوری کاٹ دینے سے خون کا ایک زہر (ہٹامن) پورے بدن میں پھیل جاتا ہے خون کی نالیاں پھیلنے سے خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اور دماغ کا باقی سارے بدن سے رابطہ ختم ہو جانے سے فوراً ہی جانور کے ساکت و صامت ہو جانے سے بیشتر خون زہریلا ہو کر اندر ہی رہ جاتا ہے۔ اور ایسا گوشت طرح کی بیماریوں کا موجب بنتا ہے۔ اسی لئے رحمت لاعالمین پیغمبر ﷺ نے جانور ذبح کرنے سے پہلے چھری دکھا کر دھشت زدہ کرنے سے منع کیا ہے۔ خوف و ہراس اور صدمہ کی وجہ سے ہٹامن کا اخراج ہوتا ہے۔

شرعی و رحانی حقائق: ایک سائنسی تجربہ میں ایک جانور کو جھٹکا کیا گیا جبکہ دوسرے کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا اور جانور کے مٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کے حرام مغز کی بقیہ (Spinal Cord) نہیں کالی گئی۔ ساتھ ہی دونوں جانوروں کا خون لے کر اور ان دونوں نمونوں کا کیمیا وی تجزیہ کیا گیا۔ جھٹکے والے جانور کے معمولی بہنے والے خون میں کافی ہستا میں (زہر) پائی گئی۔ نیز اس جانور کے بدن میں بھی کافی ہستا میں والا خون پایا گیا جبکہ ذبیحہ والے جانور کا خون بہت زیادہ مقدار میں خارج ہوا جو کیمیا وی معاشرہ میں تقریباً طبعی (نارمل) پایا گیا۔ جانور کے بدن میں براۓ نام خون تھا جو کہ نارمل تھا۔

اسی طرح ایک دوسرے تجربے میں دو جانوروں کا ذبح کیا گیا ایک پر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھی گئی اور دوسرے پر نہیں پڑھی گئی۔ دونوں کے دل کا بر قی معاشرہ (E.C.G) ذبح کے وقت کیا گیا۔ تکمیر والے جانور کے دل کا معاشرہ بتاتا تھا کہ وہ پوری شدود مکے ساتھ ہر حرکت کرتا رہا جبکہ دوسرے جانور کا ریکارڈ بے انتہا منتشر انداز تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی مخلوق جانور بھی ذبح کے وقت اللہ کا نام لئے جانے سے اطمینان سے جان دیتے ہیں کہ وہ اپنے خالق کے طے کردہ نظام کے مطابق جان دے رہے ہیں جبکہ اس کے برعکس ان کی موت بھی بہت ذکرہ اور کرب کی موت ہوتی ہے۔

ماحاصل: ۱۔ تقرب الی اللہ کے جذبہ سے مسنون طریقے سے تکمیر پڑھتے ہوئے چھری پھیرنے کے فوراً بعد جانور کے طبعاً مٹھنڈا ہو جانے تک اس کی گردن مروڑ کر منکا ہر گز نہیں توڑنا چاہیے اور (چھری کی نوک وغیرہ سے) حرام مغز کی بقیہ (Spinal Cord) ہر گز ہر گز نہیں کالنی چاہیے۔ اس کیلئے مینڈھے، بکرے، گائے کے طبعاً مٹھنڈا ہونے میں انداز 2 سے 5 منٹ تک صبر سے انتظار کرنا نہایت ضروری ہے۔

۲۔ انتظار کے چند لمحوں میں اپنی موت کو بھی یاد کرنا چاہیے۔ تقرب الی اللہ کے جذبہ کو خالص سے خالص تر اور لوجہ اللہ تازہ کرنا اور رکھنا چاہیے۔

۳۔ جانور کے جسم سے حتی الوع تمام خون نکل جانے، اس کے بے حس و حرکت ہو جانے سے، جان مکمل طور پر نکل جانے (جسے جانور کے بدن کو جھنخوڑنے سے چیک کیا جاسکتا ہے) کے بعد ہی کھال اتارنا شروع کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان اقدس ہے ماقطع من البهيمة وہی حیہ فهو میت۔ زندہ جانور سے جو کچھ کاٹ لیا جاتا ہے وہ مردار ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الصید) اس لئے بندگان خدا تعالیٰ کو مسنون طریقے سے ذبح کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمار قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں دنیا و آخرت میں اپنے ہمہ بہتریوں کی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

# مؤلف کی دیگر تحقیقی تالیفات

- معراج مصطفیٰ ﷺ شہبدرات
- شان مصطفیٰ ﷺ جہاد اسلامی
- فضائل رمضان احکام اسلام
- واقعہ نکر بلا سیرت طیبہ
- حج مسنون رشوت حرام ہے
- اتحاد امت اور فرقہ داریت

ملنے کا پتہ

مدرسہ تعلیم القرآن رحمانیہ الاحمدیت (نزوں پتوں آئی کمپلیکس) فاروق گنج گوجرانوالہ